سوال

(228) قربانی واجب ہے یا سنت یا مستحب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی واجب ہے یا سنت یا مستحب؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قربانی کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہے۔

امام ربیعہ گیثؒ، ابو حنیفہؒ اور اوزاعی رحمہ اللہ کے نزدیک جس پر زکوۃ واجب ہے، اس پر قربانی بھی واجب ہے، تاہم میدان منیٰ میں حاجی پر یہ ائمہ قربانی واجب نہیں سمجھتے۔

امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کے نزدیک مقیم شہری پر قربانی واجب ہے، مسافر پر نہیں۔ (شرح مہذب: ص ۲۹۹ ج ۸)

ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صاحب استطاعت پر قربانی سنت واجبہ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، ابو یوسف رحمہ اللہ اور مشہور ومختار قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔

ان اقوال کا تجزیہ کرنے میں صرف دو مسلک واضح ہوتے ہیں۔ (۱) وجوب (۲) سنت۔

وجوب کے دلائل:

۱۔ عَن عامِرٍ أبِي رَملَة، قَالَ: أَخبرَنا مِخنَف بن سُلَيمٍ، قَالَ: ونحنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم بعرفاتٍ قَالَ: «يا أيُّها النَّاسُ، إنَّ عَلَى كُلِّ أَهلِ بَيتٍ فِي كُلِّ عامٍ أُضحِيَّةٌ وعَتِيرَةٌ۔ (عون المعبود: ص ۴۹ ج ۳۔ نسائی ج ۲ ص ۱۸۱)

مخنف بن سلیم کہتے ہیں کہ عرفات کے میدان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر سال ایک دفعہ ہر اہل خانہ پر قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

تبصرہ۔۔۔۔: یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو رملہ بقول حافظ ابن حجر تیسرے طبقہ کا راوی ہے اور مجہول الحال ہے۔

وقال الخطابی هذا الحدیث ضعیف المخرج لان ابا رملة مجهول۔ (شرح مہذب ص ۳۰۰ج ۸)

۲۔ عن ابی ھریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان لہ سعۃ فلم یضح فلا یقرب مصلانا۔ (ابن ماجہ باب الاضاحی واجبۃ ام لا۔ ص ۲۷۱ ج ۲)

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''

تبصرہ۔۔۔: یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے۔

قال البیھقی عن الترمذی الصحیح انہ موقوف۔ (شرح مہذب: ص ۳۰۰ج ۸)

اگرچہ امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن ان کا تساہل بھی مشہور ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِجَالُہُ ثِقَاتٌ لکِنِ اخْتُلِفَ فِی رَفْعِهِ وَوَقْفِهِ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ۔

کہ صحیح بات یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے۔

تبصرہ۔۔۔: اس میں تاکید ہے جیسے کہ کچا پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ کچا پیاز کسی کے نزدیک بھی حرام نہیں ہے۔

عن جُنْدَب بْنَ سُفْيَانَ البَجَلِيَّ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى۔ (بخاری: ص ۸۳۴ ج ۲)

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا ہے وہ اور جانور ذبح کرے۔

تبصرہ۔۔۔: اس حدیث میں امر کا صیغہ فلیذبح وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ استحباب کے لئے ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فما کان منھا ضعیفا لا حجۃ فیہ وما کان صحیحا فھو مَحْمُولٌ عَلَى الِاسْتِحْبَابِ جَمْعًا بَيْنَ الْأَدِلَّةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔ (شرح مہذب: ص ۳۰۱ ج ۸)

کہ جو روایتیں ضعیف ہیں وہ دلیل وجوب نہیں بن سکتیں اور جو دلائل صحیح ہیں تو ان میں اور دوسرے منفی دلائل میں تطبیق یہ ہے کہ یہ استحباب پر محمول ہیں۔

قربانی کے سنت ہونے پر دلائل:

بخاری شریف میں باب سنۃ الاضحیۃ وقال ابن عمر ھی سنۃ ومعروف کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

کانہ ترجم بالسنۃ إشارۃ إلی مخالفۃ من قال بوجوبھا قال ابن أحد من الصحابۃ أنھا واجبۃ وصح أنہ غیر واجبۃ عن الجمھور۔ (محلی ابن حزم، ص ۳۰۸) (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۵۵ ج ۳)

کہ اس باب سے امام بخاری کی غرض صرف ان لوگوں کے ساتھ اختلاف کرنا ہے جن کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ کسی صحابی سے بھی بسند صحیح قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہے۔ اور جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ قربانی سنت ہے۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ اپنے دعویٰ میں یہ دو حدیثیں لائے ہیں:

۱۔ عَنِ البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا۔ (بخاری: کتاب الاضاحی

ص ۸۳۲ج ۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم بقر عید کے دن سب سے پہلے نماز عید ادا کرتے ہیں، پھر واپس آکر قربانی ذبح کرتے ہیں۔ جس نے ہماری طرح کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

۲۔ عن انس بن مالک قال النبی ﷺ من ذبح قبل الصلاۃ فانما یذبح لنفسہ، ومن ذبح بعد الصلاۃ فقد تم نسکہ واصاب سنۃ المسلمین۔ (بخاری: ص ۸۳۲ج ۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو اس نے اپنی ذات کے لئے ذبح کی اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کی تو اس کی قربانی پوری ہوگئی اور مسلمانوں کی سنت پر عمل کیا۔

۳۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔ (مسلم مع نووی ص ۱۶۰ج ۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور کوئی قربانی کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ لے۔

اس حدیث میں قربانی کو قربانی کرنے والے کے ارادہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو پھر قربانی کرنا، قربانی کرنے والے کے ارادہ پر نہ چھوڑا جاتا، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ھٰذا دلیل ان التضحیۃ لیست بواجبۃ لقولہ ﷺ وأراد فجعلہ مفوضا إلی ارادتہ ولو کانت واجبۃ لقال فلا یمس عن شعرہ حتی یضحی۔ (شرح مھذب: ص ۳۰۰ج ۸)

کہ یہ حدیث قربانی کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اگر قربانی واجب ہوتی تو آنحضرت ﷺ قربانی کو قربانی کرنے والے کے سپرد نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ قربانی کرنے والا، قربانی ذبح کرنے سے پہلے بال اور ناخن نہ لے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلأَنَّ التضحیۃ لو کَانَت واجبۃ لم تسقط بفوات علیل ھذا کالجمعۃ وسائر الواجبات ووافقنا الحنفیۃ علی انھا إذا فاتت لایجب القضاء عنھا۔ (شرح مھذب ج ۸ص ۳۰۱)

یعنی اگر قربانی واجب ہوتی تو فوت ہوجانے کی صورت میں اس کی قضا واجب ہوتی، حالانکہ قضا لازم نہ ہونے میں خود حنفیہ، جو کہ وجوب کے قائل ہیں، بھی ہمارے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔

بہر حال ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے، واجب نہیں اور جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے، چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَقَالَ جُمهورہم ہِیَ سُنَّۃٌ فِی حَقِّہِ إِن تَرَکَہَا بِلَا عُذرٍ لَم یَأثَم وَلَم یَلزَمہُ القَضَاءُ وَمِمَّن قَالَ بِہٰذَا أَبُو بکر الصدیق وَعُمَرُ بنُ الخَطَّابِ وَبِلَالٌ وَأَبُو مَسعُودٍ البَدرِيُّ وَسَعِیدُ بنُ المُسَیَّبِ وَعَلقَمَۃُ وَالأَسوَدُ وَعَطَاءٌ وَمَالِكٌ وَأَحمَدُ وَأَبُو یُوسُفَ وَإِسحَاقُ وَأَبُو ثَورٍ وَالمُزَنِيُّ وَابنُ المُنذِرِ وَدَاوُدُ وَغَیرُہُم۔ (نووی شرح مسلم: ص ۱۵۳ج ۲ شرح مھذب: ص ۲۹۹ج ۸)

کہ صاحب استطاعت پر قربانی واجب نہیں۔ اگر وہ بلا عذر چھوڑ دے تو نہ اس پر قضا لازم ہے اور نہ گناہ گار ہوگا۔

ابوبکر صدیق، عمر، ابو مسعود بدری، بلال رضی اللہ عنہم اور دیگر تابعین اور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔

مگر اس خاکسار کے نزدیک صاحب استطاعت کو کھلی چھٹی دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ قربانی سنت موکدہ اور دین الام کا شعار ہے۔ اس میں سستی بشرط استطاعت حرماں نصیبی کے سوا کچھ نہیں اور سنت کا استخفاف مزید برآں ہے جب کہ قرآن مجید میں شعائر دینیہ کی حفاظت کا حکم ہے۔

...وَمَن يُعَظِّمْ شَعَـٰٓئِرَ‌ ٱللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى ٱلْقُلُوبِ ۳۲ ... الحج

امام شافعی فرماتے ہیں :

التضحية سنة مؤكدة وشعار ظاهر ينبغى للقادر عليها المحافظة عليها ولا تجب باصل الشرع لان الاصل عدم الوجوب۔ (شرح مهذب : ص۲۹۷ج۸)

کہ قربانی سنت مؤکدہ اور دین کا شعار (امتیازی نشان) ہے۔ صاحب استطاعت کو اس کی حفاظت کرنی چاہیے، اگرچہ ازروئے شرعی دلائل واجب نہیں، میرے نزدیک بھی یہی صحیح ہے

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص587

محدث فتویٰ